Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
الإيضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی جامعہ پشاور
www.al-idah.pk
Vol:41 ISSUE:II
July-Dec 2023

جامعات و مدارس کا تعلیمی نصاب: اسلام اور عصری تقاضے

Academic Curriculum of Universities and Madrassas and the Modern Era Requirements

Issue: *https://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/issue/view/39*
URL: *https://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/article/view/886*
Article DOI: *https://doi.org/10.37556/al-idah.041.02.0886*

Author (s) :
Abzahir Khan
Associate Professor, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, KP, Email: abzahir.awkum@gmail.com
Muhammad Ayub Anwar
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, KP, Pakistan, Email: mayub7097@gmail.com
Huma Gul
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, KP, Pakistan, Email: Humaawkum2022@gmail.com

How to Cite **:** *Abzahir Khan, Muhammad Ayub Anwar and Huma Gul 2023. Academic Curriculum of Universities and Madrassas and the Modern Era Requirements. Al-Idah . 41, - 2 (Dec. 2023), 289 - 306.*

Publisher **:** *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 41 Issue: 2 / July – Dec 2023/ P. 289 - 306.*

Article History:

Received on:	***11 – Sep - 2023***
Accepted on:	***15 – Nov - 2023***
Published on:	***20 – Dec - 2023***

This work is licensed under a Creative Common Attribution 4.0 International License
Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing
Islamic Research Index
HEC Approved Research and Indexing Agency
Australian Islamic Library
Crossref
DOAJ Directory of Open Access Journals
International Scientific Indexing
Index Copernicus International

Abstract:

Education plays a key role in any society. The educational institutions make societies and promote cultural values of society. A strong educational base in any country strengthens a nation. Curriculum of any country reflects the educational system of a country which is directly related to cultural values and norms of any society. Islam gives a clear and comprehensive guideline about the curriculum .

When the British took over the sub-continent, they not only replaced Persian language with English as a medium of instruction and modified syllabi as well. In this grave situation wherein the British prevailed as an authority over the Indian Muslims, the Muslim clergy set up a Madrassa with purely Islamic values in Deoband in order to safeguard the religious identity of the Muslims. Later Aligarh College was established that offered a fusion of English and Islamic studies. However, the dual educational set-up weakened the ethos of Muslims in the sub-continent. This article aims to review the dual educational system i.e. Madrassa system and mainstream university education systems prevalent in Pakistan.

Key word: Curriculum, Educational institutions, Model

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اسلامی مدارس روشنی کا وہ مینار ہیں جن کی ضیاء پاشیوں سے مسلمان اپنے دل کی اندھیر وادیوں میں روشنی کا دیا جلاتے ہیں اور اسی روشنی میں وہ اپنی دینی زندگی کا رخ سیدھا کر کے چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلاشبہ مدارس مسلمانوں کی اسلامی تہذیب وتمدن، تشخص، روایات واقدار اور اسلامی عقائد اور تعلیمات کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی سیاسی زوال کے بعد سب سے بڑا مسئلہ دین اور علم دین کا تحفظ رہا تا کہ مسلمان نسل کی دینی زندگی کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر اسلاف نے آزاد دینی مدارس کے قیام کی پوری کوشش کیں اور اس کے لئے دل ودماغ کی پوری صلاحتیں صرف کیں تا کہ علم دین کا چشمہ صافی سامراج کے دور کے غیر اسلامی عناصر سے مکدر نہ ہو بلکہ مسلمانوں کے اندر اخلاقی اور روحانی حیات تاابد قائم رہے۔ جس کے نتیجے میں دارالعلوم دیوبند قائم ہوا۔ برصغیر پاک وہند میں انگریزوں نے اقتدار چونکہ مسلمانوں سے چھین لیا تھا لہذا مسلمانوں نے انگریزوں سے بغض ونفرت کی وجہ سے دارالعلوم نظام تعلیم میں صرف درس نظامی شامل رہا جو صرف دینی ضروتوں کو پورا کر رہا تھا۔

اس کے علاوہ ملی درد رکھنے والے چند مسلم رہنماؤں نے مسلمانوں کی معاشی، معاشرتی تنزل کو برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے سوچا کہ اگر مسلمانوں نے اسے انگریزوں کے خلاف مزاحمت جاری رکھی تو کہی وہ بالکل تباہ نہ ہو جائیں لہذا انہوں نے علی گڑھ میں کالج کی بنیاد رکھی جو بعد میں یونیورسٹی بن گئی اور یوں یہ مسلمانوں کی دنیوی ضرورتیں پوری کرتی رہیں۔ لیکن اس سے رفتہ رفتہ مسلم معاشرے میں تعلیمی حوالے دوئی آنے لگی جس نے مسلم فکر اور یکسوئی کو منقسم کر دیا۔

اس امر کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کہ درس نظامی کے تعلیمی نصاب کو بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کے مطابق صاحبان نظر و فکر باہم صلاح و مشورہ سے مدارس کے لئے ایک جدید درس نظامی ماڈل بنا کر اسے رائج و نافذ کیا جائے۔ جس کے دو حصے ہوں: اصل حصہ قرآن و حدیث اور فقہ اور فرع: اس حصہ میں عصر حاضر کے جدید رائج علوم و فنون شامل ہو۔ دونوں کا دورانیہ چھے سال ہو اور آخر میں علیحٰدہ علیحٰدہ شعبوں میں تخصصات (Specializations) کا انتظام ہو۔

اس تحقیقی مقالے کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں نصاب اور اس کے ارتقائی مراحل ، دوسرے حصے میں نئے نصاب کی تشکیل کی عصری ضرورتیں، جبکہ تیسرے حصے میں جامعات اور مدارس کے نصاب کی تشکیل اور عصر حاضر پر بحث کی جائے گی۔ آخر میں مقالے سے اخذ شدہ نتائج کو ذکر کیا جائے گا۔

مبحث اول نصاب اور اس کے ارتقائی مراحل

نصاب تعلیم کا مفہوم

جے ایف کیر نے نصاب (Curriculum) کی تعریف یوں کی ہے:

> "All the learning which is planned and guided by the school, weather it is carried on in groups or in individually, inside or outside the school"[1].

> "وہ تمام چیزیں جس کی منصوبہ بندی اور رہنمائی سکول (تعلیمی ادارے) کی طرف سے ہو چاہئے انفرادی یا اجتماعی مقاصد کے لئے ہو، سکول سے باہر یا اندر ہو"۔

نصاب تعلیم کے ارتقائی مراحل

اسلام کے نزدیک نصاب کا مفہوم بہت وسیع ہے کیونکہ اسلام کے نظریہ تعلیم میں وسعت اور جامعیت ہے۔اس نے مسلمانوں کو حصول علم کی تاکید فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ حصول علم بغیر نصاب کے ناممکن ہے چنانچہ اسلام نے صدر اول ہی سے مسلمانوں کی اصلاح وارشاد کے لئے قرآن کریم اور اس سے متعلقہ علوم بطور نصاب مقرر فرمایا تھا اور آپ ﷺ کی رسالتی ذمہ داریوں میں تعلیم اور تربیت نیز نصاب تعلیم دونوں شامل تھے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾[2]

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے"[3]۔

اس آیت کریمہ کی رو سے منصب رسالت کی بنیادی ذمہ داریاں درجہ ذیل قرار دیا گیا:

1. تلاوت قرآن
2. تزکیہ نفس
3. تعلیم کتاب
4. حکمت

تلاوت قرآن، تعلیم قرآن اور حکمت کا تعلق تعلیم اور اس کے مختلف درجات سے جبکہ تزکیہ کا تعلق تربیت اور بذات خود قرآن کریم نصاب تعلیم ٹھہرا۔ صفہ میں دی جانے والی تعلیم کی بنیاد، اساس اور روح قرآن مجید تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی بعض ضروری اور اہم سورتوں پر مشتمل ایک منتخب نصاب بھی مرتب کیا تھا جس کی بابت حکم دیا تھا کہ اس کا تفصیلی مطالعہ ہر شخص کے لئے ضروری ہوگا کیونکہ اس میں احکام و فرائض مذکور ہیں۔اس کے علاوہ آپ والدین کو یہ ہدایت دیتے تھے کہ اپنے بچوں کو تیراکی، شہسواری، مشہور ضرب المثال اور اچھے اشعار سکھاؤ[4]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں عربی گرائمر کے اصول آپ کی نگرانی میں مرتب ہوئے اور غیر عرب کے لئے نصاب تعلیم میں ایک نئے مضمون کا آغاز ہوا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے حدیث اور مغازی کے درس کا حکم دیا[5]۔ آپ ﷺ تربیت کے حوالے سے صحابہ کرام کو تفریح، گھوڑ سواری[6]، دوڑ[7]، تیرنا، نیزہ بازی[8] کی مشق،

کشتی چلانے کا ہنر، کُشتی[9] وغیرہ کے متعلق فرماتے اور مردانہ کھیلوں کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ لہذا مسلمانوں کے تعلیمی ادارہ کے اولین بنیاد اور پہلی درسی کتاب قرآن کریم تھا۔ 92ھ کو برصغیر کے اس حصہ جس پر آج پاکستان قائم ہیں فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور اس مفتوحہ علاقوں میں تعلیم و تربیت کا یہی منہج اور اسلوب رہا۔

تیسری صدی ہجری میں تصوف بطور ایک ادارہ کے ابھرا اور اس پر کتابیں لکھی جانے لگیں تو وہ کتب بھی نصاب کا حصہ بن گئیں اس کے بعد برصغیر کے مسلمانوں کا تعلیمی اور فکری رشتہ عربوں کے ساتھ ساتھ افغانستان، ایران اور سنٹرل ایشیا کے ممالک سے قائم ہوا تو اس کے اثرات دوسرے شعبوں کے ساتھ ساتھ تعلیمی اور فکری شعبہ پر بھی پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے نصاب تعلیم میں حکمت، ریاضی (Mathematics)، تصوف اور فارسی زبان وادب (literature) وغیرہ بھی داخل ہو گیا۔ یونانی اثرات کے تحت سماجی علوم میں بھی کافی تبدیلیاں رونما ہوئی ان علوم میں منطق، فلسفہ، علم الکلام اور زبانوں میں یونانی، عبرانی، ترکی پڑھانی شروع کر دی۔ اسی طرح سائنسی علوم میں طب (Medical)، ہندسہ (Engineering)، ہیئت و فلکیات (Astronomy)، کیمیا (Chemistry) وغیرہ نصاب تعلیم کا حصہ بن گیا یہ علوم دینی مدارس اور مساجد میں پڑھائے جاتے تھے اور اس مین دینی اور عصری علوم کا کوئی امتیاز نہ برتا جاتا تھا۔[10]

درس نظامی

اس کے بعد برصغیر پاک وہند میں مغل حکمران اورنگ زیب کا دور حکومت آیا۔ اس کے دور حکومت میں مولانا نظام الدین سہالویؒ نے لکھنؤ میں "فرنگی محل" نامی جگہ میں درس دیا کرتے تھے اسی دوران آپ نے ایک نظام تعلیم (نصاب تعلیم) وضع کیا جو ان کے نام کی مناسبت سے درس نظامی مشہور ہوا۔ مولانا نظام الدینؒ ملا قطب الدین شہیدؒ کے بیٹے تھے۔ آپ ضلع بارہ بنکی کے ایک گاؤں سہالی میں رہتے تھے۔ آپ کی پیدائش 1089 ھ کو جبکہ وفات 9 جمادی الاولی 1161ھ مطابق 27 اپریل 1748ء کو ہوئی۔ اس خاندان کا سلسلہ نسب انصار سے جا ملتا ہے۔ مولانا نظام الدینؒ نے جو نصاب شروع کیا تھا وہی نصاب تعلیم برصغیر پاک وہند کے دینی مدارس میں رائج تھا اور اب پاکستان کے دینی مدارس میں نصاب تعلیم کی بنیاد درس نظامی ہی ہے۔ آپ کی مرتب کردہ مختلف علوم وفنون پر مشتمل نصاب کا خاکہ درجہ ذیل تھا[11]:

1۔ **تفسیر** (الف) جلالین، (ب) انوار التنزیل واسرار التاویل (تفسیر بیضاوی)

2۔ **حدیث**: مشکوۃ المصابیح (مکمل)

3۔ **فقہ**: ہدایہ، شرح وقایہ (ثانی)

4۔ **اصول فقہ**: (الف) توضیح و تلویح، (ب) نور الانوار: (ج) مسلم الثبوت

۵۔ **نحو** (الف) نحو میر، (ب) شرح مائۃ عامل، (ج) ہدایۃ النحو، (د) کافیہ، (ط) شرح جامی

۶۔ **صرف**: (الف) میزان، (ب) منشعب، (ج) صرف میر، (د) پنج گنج، (ط) زبدہ، (ظ) فصول اکبری، (ف) شافیہ

7۔ **بلاغت**: .(الف) مختصر المعانی اور اس کی شرح (ب) مطول

8۔ **کلام** (الف) شرح عقائد نسفی، (ب) شرح عقائد جلالی، (ج) شرح مواقف، (د) رسالہ میر زاہد

9۔ **منطق**: (الف) قطبی، (ب) سلم العلوم، (ج) میر قطبی، (د) صغریٰ، کبریٰ، (ط) ایساغوجی تہذیب، (ظ) شرح تہذیب

10۔ **فلسفہ / حکمت**: (الف) شرح ہدایۃ الحکمۃ (میبذی)، (ب) صدرا، (ج) شمس بازغہ

11۔ **ریاضی**: (الف) خلاصہ الحساب، (ب) تحریر اقلیدس، (ج) تشریح الافلاک، (د) رسالہ قوشنجیہ، (ط) شرح چغمینی

(الف) درس نظامی کا مقصد

درس نظامی میں زیادہ تر کتب فارسی زبان میں تھا جو اسی قت ریاست کی دفتری بان(Official language) تھے۔ درس نظامی محض دینی تعلیم کا نظام تھا اور نہ ہی علوم دینیہ کے محققین پیدا کرنا تھا بلکہ اس کا واحد مقصد معاشرتی ضروریات کے لئے لوگ پیدا کرنا تھا اور اس زمانے کے لحاظ سے یہ ایک ماڈرن اور اپ ٹوڈیٹ نظام کا خاکہ تھا۔ جس وقت یہ ہندوستان میں رائج تھا اس کا مقصد معاشرے میں سی ایس پی افسر پیدا کرنے کے لئے بنا یا گیا تھا۔ انہی مدارس س فارغ ہونے والے لوگ تحصیلدار اور کلکٹر لگتے تھے، جج اور قاضی بھی اسی مدارس سے نکلا کرتے تھے، ڈاکٹر اور طبیب بھی، ملکی نظام چلانے والی ساری بیورو کریسی انہیں مدارس کی پیداوار تھی[12]۔

درس نظامی کا مذکورہ بالا نصاب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دینیات کی عمومی تعلیم کے لئے تین یا چار کتابیں پڑھ لینا کافی خیال کیا گیا تھا اور زیادہ حجم ان میں غیر دینی تعلیم کے لئے مختص رکھا گیا ہے یعنی اس میں قرآن کریم، حدیث اور فقہ صرف دینیات کی تعلیم کے لئے ہیں باقی ساری نصاب غیر دینی کتب پر مشتمل ہیں۔ نیز ذریعہ زبان فارسی جو اس وقت ریاستی زبان تھی[13]۔

(ب) درس نظامی میں تبدیلی کیوں

نصاب کو کوئی تقدس حاصل ہوتا اور نہ ہی یہ کوئی غیر متبدل چیز ہوتی ہے۔ نصاب سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ ایسے متبحر اور موثر لوگ اور ماہر تیار کئے جائیں جو معاشرہ کے دینی اور دنیوی ضروریات پورا کر سکیں۔ جس وقت سرکاری زبان فارسی تھا یہ اس وقت معاشرتی زبان بھی تھا اب موجودہ حالات میں ہماری ضروریات کے لحاظ اس

نصاب میں کئی خامیاں موجود ہیں۔اگر امام غزالیؒ کی یہ مجبوری تھی کہ یونانی فلسفہ پڑھیں اور پھر اس کے رد میں "تہافت الفلاسفہ" لکھیں تاآج ہماری یہ مجبوری کیوں نہیں ہے کہ ہم مغرب کے تعلیمی اور فکری فلسفہ آگاہی حاصل کر کے پھر اس کی تردید کرے؟ جب ہم مغرب کا فلسفہ سمجھتے نہیں تو اس کا رد کیسے کرے؟ اس لئے ان علوم کو جاننا جو اس وقت دنیا میں رائج ہیں خود ہماری ضرورت ہے۔

مسند الہند امام شاہ عبد العزیزؒ بن شاہ ولی اللہ دہلوی نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات میں خود ان کی زبانی یہ روایت درج ہے کہ:

" فاضلے از اکابر علماء آمده ازو تحقیق توریت بلسان عبری مے کردم [14]"

یعنی عبری زبان کا جاننے والا کوئی صاحب دہلی آگیا تھا لہذا توریت اس سے فاضل سے پڑھا تھا۔حالانکہ اس وقت شاہ صاحب بوڑھے تھے اور مرجع خلائق بھی بنے ہوئے تھے [15]۔مولانا محمد قاسمؒ نانوتوی دار العلوم دیوبند کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔آخری حج کے لئے جب آپؒ جارہے تھے تو جہاز کے کپتان اٹالین تھا اس نے دیکھا کہ لوگ حضرت مولانا کے ساتھ انتہائی عزت اور احترام کے ساتھ ملتے ہیں انہوں دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ کپتان مولانا کے ساتھ ملاقات کر گئے اور مذہبی مسائل پر ترجمان کے ذریعہ گفتگو کیں۔وہ مولانا سے کافی متاثر ہونے لگے اور ہندوستان آنے کا وعدہ بھی کیا اس واقعے کا مولانا پر اتنا اثر ہوا کہ اُسی جہاز میں عزم کر کے فرمایا: واپس ہونے کے بعد انگریزی خود سیکھوں گا [16]۔مولانا گنگوہیؒ قدیم منطق اور فلسفہ کے تفصیلی مطالعے کے سخت خلاف تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان کے مقابلے میں تو انگریزی پڑھنا بہتر ہے کہ چلو اس سے تو دنیوی فائدہ ہوگا لیکن یہ منطق اور فلسفہ پڑھنے کا نہ کوئی دنیوی فائدہ ہے نہ دینی لیکن روایتی علماء کے احتجاج پر انہیں پرانا نظام بحال کرنا پڑا [17]۔ان کے ساتھ یہ احساس بھی تھا کہ دیوبند سے فارغ ہونے والے علماء کو انگریزی اور جدید علوم سے بھی واقفیت ہونا چاہئے اور حضرت شیخ الہند تو علی گڑھ والوں سے مل کر باقاعدہ یہ معاہدہ کیا کہ دیوبند سے فارغ ہونے والے علی گڑھ جا کر دینی علوم حاصل کیا کریں گے اور اسی طرح علی گڑھ کے فارغ التحصیل دیوبند آیا کریں گے۔ [18] انہوں نے دار العلوم کے مدت تدریس آٹھ سال سے کم کر کے چھے سال کر دی تا کہ طلبا اتنی مدت میں جدیدی علوم بھی سیکھ لیں لیکن بد قسمتی سے اس پراو گرام پر عمل نہ ہو سکا۔اس کے بعد مولانا عبید اللہ السندھیؒ نے آپ کے مشورے سے دہلی میں 1913ء میں "نظارۃ المعارف" کی بنیاد رکھی تا کہ دیوبند اور علی گڑھ کے فکری امتزاج اور اصلاح کی کوشش کی جاسکے [19]۔مولانا حسین احمد مدنیؒ کے

آخری زمانے میں پھر نصاب پر نظرثانی کی تحریک شروع ہوئی اور دارالعلوم کی مجلس شوریٰ نے باضابطہ ایک کمیٹی کی تشکیل اس مقصد کے لئے کی جس نے نصاب میں کئی ترمیمات کی سفارشات کی منظوری دیں جس میں قدیم علوم عقلیہ کو کم کرنے اور علوم جدیدہ کو اس میں شامل کرنے کی سفارش کی۔

مذکورہ بالا واقعات سے یہ اندازہ بہرحال ہو جاتا ہے کہ برصغیر کے اہل دانش اور اہل تعلیم کو اس امر کا بخوبی احساس تھا کہ جامعات اور مدارس کے نصاب تعلیم میں معاشرہ اور حالات سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے اصلاحِ احوال نہ صرف ضروری ہیں بلکہ انہوں نے خود جدید علوم وفنون اور جدید زبان کے حصول کا تہیہ کر رکھا تھا۔

مبحث دوم نئے نصاب کی تشکیل کی عصری ضرورتیں

(الف) نئے تعلیمی ماڈل کیوں؟ پس منظر

تعلیمی ماڈل سے ہماری مراد وہ نمائندہ تعلیمی ادارہ ہے جس کے اصولوں اور مناہج کی پیروی دوسرے بہت تعلیم ادارے کریں۔ جس طرح مسلمانوں کے تعلیمی ادارے غیر مسلم تعلیمی اداروں کے مقابلے میں بعض منفرد خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں اسی ایک مسلم ریاست یا معاشرے کے اندر بھی ایسی تعلیمی ادرے ہو سکتے ہیں جو مختلف وجوہ کی بناء پر ایک دوسرے سے مختلف ہو اور کئی اسباب کی بناء پر وہ ایک تعلیمی ماڈل کی صورت اختیار کر گئے ہو کہ اس کے بعد جتنے بھی تعلیمی ادارے وجود میں آئیں ہیں وہ انہیں کے اصول اور مناہج کی پیروی کریں۔

انگریزوں کے عہد میں برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں نے جو تعلیمی ادارے قائم کئے ان میں دو یعنی دیوبند اور علی گڑھ تعلیمی ماڈل کی حیثیت اختیار کر گئے اور آج تک ان دونوں تعلیمی اداروں کی ماڈل ہونے کی حیثیت برقرار ہے۔ اس کے کچھ اسباب ہیں:

1. 1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں نے مسلمانوں کے اقتدار کو نہ صرف ختم کیا بلکہ ان کے تعلیمی، تہذیبی، معاشی، معاشرتی اور قانونی ادروں کو بھی تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ اور ان کی جگہ اپنے نظریہ اور فکر کے مطابق نئے اداروں کے قیام کا ڈول ڈالا۔ انہوں تعلیمی میدان میں مسلمانوں کو پسماندہ رکھنے کا منصوبہ بنایا۔ مسلمانوں کے تعلیم ادروں کے فارغ التحصیل لوگوں کو سرکاری ملازمتیں دینی سے انکار کیا اور ملک کے نئے انتظامی ڈھانچے میں حصول ملازمت کے لئے انگریزی زبان اور جدید علوم جاننے کی شرط عائد کر دی۔
2. انگریزوں کے اس اقدامات کے نتیجے میں مسلمانوں کا رد عمل دو طرح کا تھا۔ دین کا درد رکھنے والے لوگوں نے سوچا کہ ریاست وشوکت تو گئی ہے نئے تعلیمی نظام سے دین بھی رخصت ہو گا لہذا کسی طرح دینی علوم کو

زندہ رکھنے اور پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے 1867ء کو دیوبند میں ایک خالصتاً دینی مدرسہ کے قیام کا انتظام کیا۔ دینی قیادت نے انگریزوں کی مزاحمت زیادہ کی تھی اور جانی ومالی نقصان بھی اسی کے سبب سے زیادہ ہوا تھا لہذا فطری طور پر ان کے قلوب واذہان میں انگریز اور اس کے نظام تعلیم وتربیت سے نفرت تھی۔ یہ پوری تصورات نئے دینی مدرسہ میں ڈھل گئی۔ ملی درد رکھنے والے مسلم گروہ نے سوچا کہ اگر مسلمانوں نے اس طرح مزاحمت کی پالیسی جاری رکھی تو معاشی اور معاشرتی طور پر وہ مکمل تباہ ہو جائیں گے کیونکہ ان کے تجزیئے کے مطابق مسلمانوں کی معیشت کا زیادہ تر انحصار سرکاری ملازمتوں پر تھا کہ تجارت پر تو ہندوؤں کا غلبہ رہا۔ لہذا اگر مسلمانوں نے انگریزی زبان، جدید علوم وفنون اور سائنس وٹیکنالوجی میں روز افزوں ترقی میں پیش رفت نہیں کیں تو وہ بالکل پسمانہ ہو کر رہ جائیں گے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے 1875ء میں علی گڑھ کالج قائم کیا جو 1920ء میں یونیورسٹی کی صورت اختیار کر گیا۔ اس گروہ کے سرخیل سر سید احمد خان تھے جو بذات خود ایک اچھے عالم دین تھے۔ ان کے تعلیمی اسکیم میں اصلاً مذہبی اصول واقدار کو اہمیت دینا بھی شامل تھا۔ تاہم کالج میں انگریز پرنسپل، انگریزی سٹاف کی اکثریت، تربیت طلبہ میں ان کی بالادستی، حاصل تعلیم انگریز سرکار کی نوکری سمجھنا اور دل ودماغ پر مغربی فکر وتہذیب اور عظمت کا نقش بٹھایا جانا جیسے اسباب کی بناء پر مذہبی اقدار اور روایات کو زیادہ اہمیت نہ ملی۔

3. یہ دو تعلیمی دھارے اس وقت مسلمانوں کی ضرورت تھے۔ علی گڑھ نے مسلمانوں کی دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنا شروع کر دیا خصوصاً سرکاری ملازمتوں کا دروازہ ان پر کھول دیا۔ اور دیوبند نے مسلمانوں کی دینی ضرورتوں کو پورا شروع کر دیا یعنی مسجدوں اور مدرسوں کو آباد کرنا، ان میں قرآن کریم کی تدریس اور معاشرتی ومذہبی رسوم کا بجالانا وغیرہ۔ ان وجوہ کی بناء پر یہ دونوں تعلیمی ادارے مضبوط ہو گئے اور ان کی پیروی میں بیسوں مدارس، سکول وکالج برصغیر پاک وہند میں کھلتے چلے گئے اور یوں یہ دو تعلیمی ادارے دو تعلیمی ماڈل بن گئے۔ تقسیم ہند کے بعد دار العلوم دیوبند کے کئی فیض یافتہ شخصیات نے پاکستان کے مختلف علاقوں میں دینی مدارس قائم فرمائے۔ کراچی میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے دار العلوم ملیر اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے دار العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن قائم فرمایا۔ لاہور میں مفتی محمد حسن صاحبؒ نے جامعہ اشرفیہ، ملتان میں مولانا محمد خیر محمد جالندہریؒ نے جامعہ خیر المدارس اور پشاور (حالاً ضلع نوشہرہ) میں مولانا عبد الحق صاحبؒ نے دار العلوم حقانیہ قائم کیا اور ان تمام دینی مدارس کا نظام تعلیم من وعن وہی رائج کر دیا۔ جدید تعلیم میں مسلمانوں نے علی گڑھ ہی کے طرز پر پشاور میں اسلامیہ کالج قائم کیا جو بعد میں ترقی پا کر یونیورسٹی بن گیا اور گجرات میں زمیندار کالج قائم کیا۔ ان مذکورہ اداروں اور انگریزوں کے قائم کردہ

اداروں 20 میں فرق یہ تھا کہ یہاں اسلامیات کا بیرڈ بھی ہوتا تھا اور ملی تحریکوں (جیسے تحریک پہاکستان) سے وابستگی بھی ممنوع نہیں تھی۔ ورنہ تعلیمی اہداف سب کا ایک جیسا تھا۔

جیسا کہ سطور بالا میں واضح ہوگیا کہ مسلمانوں کے تعلیمی ادارے دو دھاروں جب بٹ گئے اور اس سے دو تعلیمی ماڈل وجود میں میں آگئے تو ہر ایک ادارے کے فارغ التحصیل فضلاء کے درمیان ایک نظریاتی بُعد تھی۔ تو چند مخلص لوگ مسلمانوں کے اس فکری و تعلیمی انتشار کے حوالے سے فکر مند تھے۔ چنانچہ سرسید احمد خان کی زندگی ہی میں شبلی نعمانی علی گڑھ کے اُٹھان اور حاصلات تعلیم سے گویا بیزار تھے اور انہوں نے علی گڑھ سے علیحدگی اختیار کر کے اور دیگر اہل علم کے ساتھ مل کر متبادل ادارہ ندوۃ العلماء کے نام سے قائم کیا جس میں پیش نظر یہ تھا کہ دیوبند والی روایت پسندی اور خامیاں اس میں نہ ہوں اور علی گڑھ کے کچھ مثبت اثرات بھی اس میں موجود ہوں۔ یہ ادارہ بنا ا ور آج تک کام کر رہا ہے لیکن بہر حال یہ علی گڑھ اور دیوبند کے مقابلے میں تیسرا تعلیمی ماڈل نہ بن سکا۔

1920ء میں تحریک خلافت زوروں پر تھی اس میں مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی (دونوں علی گڑھ کے فارغ التحصیل تھے) بھی تھے انہوں نے تحریک خلافت کے حق میں علی گڑھ کے اندر اور باہر بھی تحریک چلائی لیکن جب اہل دانش وسیاست علی گڑھ کو انگریزوں کے خلاف متحرک نہ کر سکے تو انہیں بڑی مایوسی ہوئی اور انہوں نے سوچا کہ ایسی قومی یونیورسٹی بنانے کا کیا فائدہ جو قومی اہداف اور ملی عزائم کی پشتیبانی نہ کر سکے چنانچہ جنوری 1921ء میں علی گڑھ کے اعلام ہونے سے پہلے بھی مولانا محمد علی، مولانا ابوالکلام آزاد اور دوسرے قائدین نے جامعہ ملیہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور علی گڑھ ہی میں دارالعلوم دیوبند کے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے اس کا 1920ء میں اس کا افتتاح کیا اور بعد میں یہ دہلی منتقل ہوگیا اور علی گڑھ کے طلبہ اور اساتذہ کے ایک کھیپ اس نئ یونیورسٹی میں چلی گئ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جامعہ ملیہ بھی علی گڑھ کے مقابلے میں کوئی تعلیمی ماڈل پیش نہ ہوسکا اور آج تک پبلک سیکٹر میں ایک عام ہندوستانی یونیورسٹی کی طرح کام کر رہی ہے۔

ذیل میں ہم دینی مدارس اور جامعات (یونیورسٹیوں) کے نصاب اور عصر حاضر میں اس کی معنویت کے حوالے سے ایک ماڈل پیش کرنے کی جسارت کر رہے ہیں۔

(ب) نئے تعلیمی ماڈل کے خدوخال

نئے تعلیم ماڈل کے خدوخال درجہ ذیل ہونی چاہئے۔

1۔ نظریاتی سمت کا تعین

اس کی نظریاتی سمت متعین ہو گی کہ اس کا مقصد طلباء کو اچھا، عملی اور کامیاب مسلمان بنانا ہے تاکہ وہ دنیا کی زندگی الٰہی تعلیمات کے مطابق گزر سکیں اور آخرت مین اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں، جو ہر مسلمان کا مقصد حیات ہے۔ محض دنیا کمانا، کھنا، پینا اور اعلیٰ انسانی اقدار سے ہٹ کر زندگی گزارنا اس کا مطمع نظر نہ ہو۔

2۔ ثنویت کا خاتمہ

تعلیمی ثنویت سے مراد دینی اور دنیوی تعلیم الگ الگ دینا، دونوں طرح کے تعلیمی اداروں کا الگ الگ ہونا۔ اس ماڈل میں تعلیمی ثنویت نہ ہو گی اور جدید و قدیم کا جھگڑا ختم ہو گا۔ عام تعلیم اس طرح دی جائے گی کہ دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیمات کا بھی اس میں معتد بہ حصہ ہو گا۔ اسی طرح جو طلباء دینی علوم میں خصوصی مہارت (Specialization) حاصل کرنا چاہیں گے وہ جدید دنیوی علوم کا تعارفی اور تقابلی مطالعہ بھی لازماً کریں گے۔ یہ دونوں طرح تعلیم ایک ہی ادارہ دے گا تاکہ شکل وصورت کی حد تک بھی ثنویت کا احساس پیدا نہ ہو۔

3۔ تزکیہ اور تربیت

تربیت سے مراد صرف اخلاقی تربیت نہیں ہے بلکہ پوری شخصیت کی ہمہ جہتی تربیت ہے۔ تزکیہ و تربیت اس تعلیمی ادارے کے نظام تعلیم کا لازمی حصہ ہوں گے۔ اس تربیت کے دو حصے ہوں گے ایک عمومی تربیت جس میں بنیادی انسانی صلاحیتوں کو جلا دی جائے گی جیسے صفائی، وقت کی پابندی، نظم و ضبط کی عادت، تقریری و تحریری صلاحیتوں میں اضافہ، کھیلوں میں حصہ لینا وغیرہ۔ دوسرے خصوصی تربیت جس میں طلبہ کو اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا جائے گا۔ ان دونوں تربیتوں کے لئے ایک تربیتی پروگرام تشکیل دیا جائے گا۔ تربیتی نظم ہو گا۔ ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ منصوبہ بندی ہو گی۔ ہر طالب علم کی الگ فائل ہو گی۔ اس غرض کے لئے نساب میں بنیادی تبدیلی لائی جائے گی۔ تربیت کا باقاعدہ پرچہ ہو گا جس کا پاس کرنا لازمی ہو گا۔

4۔ نئے ماڈل کی بنیاد پر نصاب کی تشکیل

نیا نصاب بنایا جائے گا۔ اس ماڈل میں پوری توجہ کتاب کے بجائے نصاب پر ہو گا، علم اور نصاب کو مرکزی حیثیت حاصل ہو۔ کتاب علم حاصل کرنے کا محض ایک ذریعہ ہے۔ اکتساب علم کے جدید ذرائع سے استفاد کیا جائے گا۔ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ اس میں ہم نصابی سرگرمیاں بھی مؤثر طریقے سے شامل ہو گی۔ نئے نصاب کے راہنما اصول یہ ہوں گے:

- اس میں جدید دنیاوی اور دینی علوم موزوں امتزاج کے ساتھ موجود ہوں گے۔
- جدید علوم اسلامی تناظر میں مدون کئے جائیں گے۔
- مغربی علوم کا تنقیدی اور تقابلی مطالعہ کیا جائے گا۔
- ہر مسلمان طالب علم کا اتنا دینی علم ضرور دیا جائے گا جتنا ایک عام مسلمان کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

5۔ طریق تدریس

اس ماڈل کا طریقہ تدریس ابتداء ہی سے استقرائی ہو جس میں مشاہدہ، تجربہ، سوال اور تجسس کو اہمیت حاصل ہو اور اعلیٰ سطح پر تخلیقی تحقیق کی حوصلہ افزائی ہو خواہ وہ سماجی علوم ہو یا سائنس و ٹیکنالوجی کے مضامین۔

6۔ ذریعہ تعلیم

ذریعہ تعلیم انگریزی زبان ہو۔ جس میں انگریزی کے ساتھ اختصاصی حیثیت میں عربی، فارسی، چائینی، فرانسیسی وغیرہ زبانیں سیکھنے کے مواقع ہو۔

7۔ تحقیق کی اہمیت

دینی، سائنسی اور سماجی علوم میں تخلیقی تحقیق کو اہمیت حاصل ہو کیونکہ کوئی قوم تحقیق کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب مسلمانوں کی فکر و تہذیب عروج پر تھی تو تسخیر کائنات اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں بھی ہم آگے تھے۔ ہمیں اپنے فکری اور تہذیبی غلبہ کے لئے تحقیق کی روش اختیار کرنی چاہیئے کیونکہ تقلید اور جمود تو غلامی کے قعر مذلت میں انسانیت کو گرا دیتی ہے۔

مبحث سوم: جامعات و مدارس کے نصاب کی تشکیل اور عصر حاضر

1۔ دینی مدرسہ کا نصاب اور عصر حاضر

نئی مدرسہ کی تعلیمی مدت کے ابتدائی چھے سالوں میں جملہ علوم و فنون مکمل کیا جائے گا۔ اس کے بعد دو سالوں میں کسی بھی موضوع پر تحقیقی کام ہو گا جس میں ایک سال مطالعہ اور اصول تحقیق سے شناسائی کے لئے جو سمسٹر کے طرز پر ہو گا اور ایک سال مقالہ لکھنے کے لئے ہو گا۔ اس درجہ میں مقالہ لکھنا ضروری ہو گا۔ مقالہ روایتی انداز کے بجائے تخلیقی انداز میں ہونا چاہیئے۔ میں ہم نئی دینی مدرسہ کے نصاب اور عصر حاضر کے حوالے سے درجہ ذیل چیدہ چیدہ نکات پیش کرتے ہیں۔

1. اس کے نصاب میں مرکزی اہمیت قرآن وسنت کو حاصل ہو گی۔ قرآن حکیم کے موجودہ نصاب کو وسعت دی جائے گی اور تجوید، حفظ اور ترجمہ قرآن کے علاوہ قدیم وجدید مختلف الوان کی تفسیریں، علوم قرآن ،درس قرآن کی مشق اور قرآن سے محبت اور اس کا ذوق پیدا کرنا شامل نصاب ہو گا۔ حدیث میں دورۃ پر انحصار کرنے کے بجائے حدیث کے تحقیقی مطالعے، علوم حدیث اور خصوصاً عصری ضرورت کے لحاظ سے حجیت حدیث کے پہلو کو اہمیت دی جائے گی۔

2. فقہ واصول فقہ کا مطالعہ تقابلی اصولوں پر ہو گا جس میں آئمہ اربعہ کے علاوہ ظاہریہ اور شیعہ مسالک کا مطالعہ بھی کیا جائے گا اس کے علاوہ پاکستانی قوانین کا مطالعہ بھی شامل نصاب ہو گا۔ عصر حاضر میں اجتہاد کا کردار اور اسلامی قوانین کا نفاذ اور اس کی چیلنجز بھی شامل نصاب ہو گا۔

3. بعض نئے مضامین کا اضافہ بھی ہو گا جیسے:

- مطالعہ امت، ماضی اور حال کی مسلم دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ
- اصول دعوت اور تربیت، منہج دعوت، مشکلات اور عصری تحدیات
- تقابل ادیان
- اصول تحقیق
- اسلکام اور عصر حاضر
- مسلم فکر وتہذیب

4۔ مغربی فکر وتہذیب کا تعارفی مطالعہ شامل نصاب کیا جائے گا۔ اس تعارفی مطالعہ میں چار چیزیں شامل ہوں گی:

- انگریزی زبان
- مغربی فکر وتہذیب کا تعارف
- مغرب کے سماجی علوم (معاشیات، سیاسیات، تعلیم اور قانون وغیرہ) کا تعارف
- سائنسی علوم (کیمیا، طبعیات، حیاتیات، فلکیات وغیرہ) کا تعارف
- انفارمیشن ٹیکنالوجی کا تعارف اور کمپیوٹر کا استعمال

5۔ تربیت یعنی تعمیر سیرت وکردار اس نئے نصاب کی جان ہوں گی۔

6۔ تحقیق اور حصول کمال اس نصاب کا طرہ امتیاز ہو گا۔

2۔یونیورسٹیوں میں نصاب کی تشکیل اور عصر حاضر

یونیورسٹیوں میں جو علوم اس وقت پڑھائے جارہے ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر مقصد کے حوالے سے تین بڑے گرپوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: اسلامی علوم، عمرانی علوم اور سائنسی علوم وٹیکنالوجی۔ان میں نصاب کے حوالے سے جو کام مطلوب ہیں، اختصار کے ساتھ ان کا ذکر درجہ ذیل ہیں:

(الف) اسلامی علوم

اسلامی علوم کی تدریس کا طریقہ کار دینی مدارس میں بھی خام ہے اور یونیورسٹیوں میں بھی۔اسلامی علوم پر نظر ثانی کے لئے مندرجہ ذیل پہلوؤں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

- عربی زبان پر ماہرانہ گرفت نیز انگریزی اور اردو زبان پر عبور تاکہ ان زبانوں میں اسلامی علوم کے ذخائر کا مطالعہ کیا جاسکے۔
- قرآن وسنت اور ان کے علوم پر ترکیز
- عصری اور مغربی علوم وافکار کا تفہیمی اور تنقیدی مطالعہ
- اسلام اور عصر حاضر خصوصاً جدید مسائل اور عمرانی علوم میں اجتہاد، مسلم عروج وزوال پر تدبر اور امہ کو درپیش فکری وعملی تحدیات کا مطالعہ

(ب) عمرانی علوم

علوم کی اسلامی تشکیل کے حوالے سے یہ سب سے بڑا اور اہم گروپ ہے جو فرد اور معاشرے کی فکری تشکیل اور ذہن سازی میں بنیادی کردار ادا کرتاہے۔اس میں زبانیں، تعلیم، قانون، سیاسیات، اقتصادیات، نفسیات، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، تاریخ، سماجیات، بینکاری، تجارت، بزنس انتظامیات اور ذرائع ابلاغ وغیرہ شامل ہیں۔

ان علوم میں تقریباً پچاس فیصد حصہ عصری حقائق اور علمی پیش رفت کا ہوتاہے اور باقی پچاس فیصد اسلامی اصولوں کی روشنی میں مسائل کے حل اور تفصیلات کے تعین کا اجتہادی کام ہوتاہے۔ہر عمرانی علوم کے نصاب کے چار حصے ہونے چاہئیں:

1. متعلقہ موضوع پر ماضی کا ورثہ اور مغربی علوم کی پیش رفت
2. متعلقہ موضوع کے بارے میں اسلامی تعلیمات اور تصوارت

3. متعلقہ موضوع پر اسلام اور مغربی علوم کا تقابلی مطالعہ اور مغربی علوم کا اسلامی تناظر میں تنقیدی جائزہ
4. متعلقہ موضوع پر عصری حوالے سے اسلامی تناظر میں نظریہ سازی، تفصیلات کا تعین اور مسائل کا حل

(ج) سائنس و ٹیکنالوجی

- سائنس و ٹیکنالوجی میں مغرب کی نقالی پر انحصار اور اکتفاء نہ کرنا بلکہ اپنے فکری و تہذیبی پیراڈائم کے اندر رہتے ہوئے نئی تحقیق پر اصرار کرنا۔
- سائنسی حقائق کے بیان کا ایسا اسلوب ہونا چاہئے جو طالب کو ان حقائق کے خالق تک پہنچادے۔

اگر وسائل کے نہ ہونے کا عذر تراشا جائے یا مخصوص ذہنی عناصر کا اس کام کے لئے آمادہ نہ ہونا درمیان میں حائل ہو جائے تو براہ کرم یہ کام ہم پرائیوٹ طور پر اجتماعی انداز میں بھی دکھا سکتے ہیں۔ کیا روایتی بینکی نظام کو اسلامی تناظر میں جائزہ لینا اور اسے اسلامی نظام میں ڈھالنا اور پھر اسے عملاً معاشرے میں نافذ کرنا ہمارے ملک کے کئی افراد نے پرائیوٹ سطح پر نہیں کر دکھایا؟

کام کی تین سطحیں ہوں گی:

- مندرجہ بالا اصولاں کے مطابق نصابی خاکے کی تیاری
- اس موضوع پر عصری اور اسلامی حوالے سے کئے گئے کام کی نشاندہی
- حسب ضرورت نئی نصابی کتب کی تدوین و تصنیف

خلاصۂ بحث

اس مقالہ کا خلاصہ درجہ ذیل ہے:

نصاب ایک جامع سرگرمی ہے جس میں تعلیمی ادارے کے اندر و باہر انفرادی و اجتماعی امور سب داخل ہے۔ نصاب ایک ایسا قوت ہے جس کے اثرات لوگوں کے فکر و نظر، ثقافت و تہذیب، رسم و رواج، معاشرہ و سماج پر ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا نصاب مختلف تدریجی اور ارتقائی مراحل طے کرتا رہا۔ ابتداء میں یہ صرف قرآن و حدیث تک محدود تھا جلد ہی اس میں عربی ادب و لغت، گرائمر اور اس کے اصول داخل ہونے شروع ہوگئے۔ اس کے بعد قرآن و حدیث کئی شعبوں میں منقسم ہوتا رہا اور نصاب کا حصہ بنتا رہا جس سے فقہ، اصول فقہ، روایت حدیث، درایت حدیث، علم جرح و تعدیل، حجیت حدیث وغیرہ امور پھوٹنے لگے۔

دو صدیوں کے بعد تصوف جب مستقلاً ایک ادارہ بن گیا تو اس کے کتب نصاب بھی داخل ہو گیا اور رفتہ رفتہ یونانیوں کے زیر اثر اس میں فلسفہ، حکمت، ریاضی اور فارسی ادب و لغت وغیرہ فنون شامل ہوتے رہے۔ بر صغیر پاک و ہند کے حالات کے موافق ملا نظام الدین سہالویؒ نے درس نظامی کو ایک منظم نصابی صورت میں مرتب کر کے رائج کیا۔ یہ نصاب اپنے دور کا ایک جدید اور اپ ٹو ڈیٹ تھا اور ملکی ضروریات احسن طریقے سے پورا کر رہا تھا۔ انگریزوں کے غلبہ اور تسلط کے بعد مسلمانوں کا تعلیمی نظام کے حصوں میں بٹ گیا اور یوں پہلی دفعہ کئی وجوہات کی بناء پر دینی اور دنیوی علوم کے دو دھارے وجود میں آ گئے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو تعلیمی ماڈل دار العلوم دیوبند اور علی گڑھ یونیورسٹی وجود میں آ گئے۔

وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ بر صغیر کے مسلمانوں کے ساتھ تعلیمی نظام کی ثنویت کا احساس ابھرنے لگا اس سلسلے میں انہوں نے ثنویت کے خاتمے کے لئے عملی اقدامات اُٹھائے جس کے نتیجے میں ندوۃ العلماء اور جامعہ ملیہ دہلی وجود میں آ گئے۔

پاکستان بننے کے بعد وہی ثنویت کا نظام جاری رہا جس نے ہمارے معاشرے و سماج کو فکری تقسیم میں مبتلاء کر رکھا ہے۔ نئے نظام تعلیم کی ضرورت کی بناء پر نئے نصابی ماڈل کی ضرورت ہے۔ جس کا تفصیلی خاکہ مندرج کیا گیا۔

سفارشات

1. حکومتی اور نجی سطح پر اہل علم کو ایسی کوشش کرنی چاہئے جس کے نتیجے میں تعلیمی نظام سے دوئی کا خاتمہ ہو جائے۔
2. آئندہ نئے تعلیمی ادارے اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی کے ماڈل پر ملک کے طول و عرض میں یونیورسٹیز بنانا چاہئے۔
3. مدارس سے فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے حکومت اور ریاست کو عملی اقدامات کرنے چاہئے۔ نصاب تعلیم کے حوالے سے دینی مدارس کے کئی نمائندہ بورڈز کو ختم کر کے ایک بورڈ بنانا چاہئے تاکہ فرقہ واریت کا حوصلہ شکنی ہو۔
4. دونوں تعلیمی اداروں کے نصاب میں تربیت اور تحقیق شامل ہونی چاہئے۔ تربیت لازمی ہو اور تحقیق اختیاری ہونی چاہئے۔
5. ریاست کو ایسے انتظامات کرنا چاہئے کہ یونیورسٹیوں کی سطح پر تحقیق آزادانہ اور غیر جانبدارانہ ہو۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی وحوالہ جات:

[1] J.F, Kerr (1968), *changing the Curriculum*, p5, London, University of London press.

[2]سورۃ آل عمران164:03

Surah Al-Im'rān 164: 03

[3]مفتی محمد تقی عثمانی،آسان ترجمہ قرآن، کراچی: مکتبہ معارف القرآن2016ء، ص163

Muftyi Muḥamãd Tqi Uth̲mạn, Asạn Trjuma Qur'ận , Karachi: Mak̲tbh Ma'ārif ạl-Qur'ận 2016' , ṣ163

[4]ابو عثمان عمر بن بحر الجاحظ، البیان والتبیین، بیروت: دار صعب1968ء، ج1، ص402

Ab'u Uth̲'mān Umar B'n Bahr ạl-Jāḥiẓ, ạl-Byạn wa ạl-Tbyyn̲ , Bayrut: Dār Sa'b 1968' , j1 , ṣ402

[5]ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، بیروت: دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت ندارد، ج5، ص53

Aib'n Hajar ạl-ASqlạny̰ , Tahdh̲ib ạl-Tadh̲ib , Bayrut: Dạrạl--Ktb Almyah , Sun Ash̲ạ't Nadạrd , j5 , ṣ53

[6]ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری النیسابوریؒ، صحیح مسلم، بیروت: دار الجیل، سن اشاعت ندارد، ج6، ص30، رقم:4950

Ab'u ạl-Hassan Muslim B'n Hujãạj B'n Mus'lim ạl-Qsh̲y̰ry̰ ạl-Nys̰ạbwryi, Sahih Mus'lim , Bayrut: Dār ạl-Jyl̲ , Sun ạsh̲'t Nadạrd , j6 , ṣ30 , Raq'm: 4950

[7]ابو بکر احمد بن حسین البیہقیؒ، السنن الکبریٰ، ہند، حیدر آباد: مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، 1344ھ، ج10، ص17، رقم:20252

Ab'u Bakar Aḥ'mad B'n Hussain ạl-Bahaqi, Al-sanin ạl-Kbrya Hind , Hader abad: Maj'lis Dāyỉrth ạl-Ma'ārif ạl-Nẓạmi 1344 ,h , j10 , ṣ17 , Raq'm: 20252

[8]سلیمان بن داؤد بن الجارود، مسند ابی داؤد الطیالسی، ہجر لطباعۃ والنشر1999ء، ج4، ص129، رقم:2496

Suliman B'n Dạw̉d b'n ạl-Jạrwd , Mus'nad Abḭ Dạw̉d ạl-Ty̰ạlsḭ , Hjr Alṭbạth wa ạl-Nsh̲r 1999' , j4 , ṣ 129 , Raq'm: 2496

[9]السنن الکبریٰ، ج10، ص18، رقم:20254

Al-Sanin ạl-Kubra, j10 , ṣ18 , Raq'm: 20254

[10]ڈاکٹر محمود احمد غازی مرحوم، محاضرات تعلیم، کراچی: دار العلم والتحقیق برائے اعلیٰ تعلیم و ٹیکنالوجی، دسمبر2014ء، ص100

Doctor Maḥ'mūd Aḥ'mad Gẖazyi Mar'ḥūm, Muḥāḍarāt T'lym , Karachi: Dār ạl-Il'm wa ạlTḥqyq Brāyi A'la T'lym Wa Technology , December 2014' , ṣ100

[11]سید مناظر احسن گیلانی، برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، لاہور: مکتبہ المیزان، سن اشاعت 2006ء، ج2، ص6

Syed Munāẓir Aḥ'sin Gylạni, Barṣgẖir Kạḳ wa Hind Min Muslmạnw ḵā Niẓām T'lym w-Trbyt , lahor: Maḵtbh ạl-Mezạn , Sunã Asẖạ't 2006' , j2 , ṣ6

[12]ڈاکٹر محمد امین، ہمارا دینی نظام تعلیم، لاہور: دار الاخلاص 2004ء، ص174

Doctor Muḥamād Amin , Hamara Dini Niẓām T'lym , Lahor: Dār ạl-Akẖlạṣ 2004' , ṣ 174

[13]برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، ج2، ص7

Barṣgẖir Kạḳ wa Hind Min Muslmạnw ḵā Niẓām T'lym w-Trbyt, j2 , ṣ7

[14]شاہ رفیع الدین دہلویؒ، ملفوظات عزیزیہ، کراچی: دار الاشاعت، سن اشاعت ندارد، ص27

Sẖah Rafi ạl-Dyn dehlwi, Mal'fūẓāt Azizyah , Karachi: Dạr Alạsẖạ't , Sun Asẖạ't Nadạrd , ṣ27

[15]برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، ج2، ص41

Barṣgẖir Kạḳ wa Hind Min Muslmạnw ḵā Niẓām T'lym w-Trbyt , j2 , ṣ41

[16]نفس مصدر سابق، ج2، ص7

ibid , j2 , ṣ7

[17]مولانا مناظر احسن گیلانی، سوانح مولانا محمد قاسم نانوتوی، نحوالہ دیبند کی سالانہ رپورٹ برائے سال 1870ھ، ج2، ص299

Mawālānā Munāẓir Aḥ'san Gylạni , Sawāniḥ Maw̉lāin Muḥamād Qāsim Nạnwtwi , Nehhwạlh Duband ḵy Sạlạna Report barai sāl 1870h , j2 , ṣ299

[18]نفس مصدر سابق

ibid

[19]مولانا محمد سید میاں، علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے، لاہور: جمعیت پبلی کیشنز، ج1، ص123

Mawālānā Muḥamād Syd Mia , Ulmāa Haq Awr Anã ḵa Mujahidạna Kạrnạmee , lahor : Jamiyat Publications, j1 , ṣ123

[20]جدید تعلیمی میدان میں انگریزوں نے مسلم اکثریتی علاقوں میں کئی ادارے خود قائم کئے۔ جیسے شمالی ہند میں پنجاب یونیورسٹی اور بنگال میں کلکتہ یونیورسٹی وغیرہ ان اداروں کا نظام تعلیم کلی طور پر انگریزوں کے ہاتھوں میں تھا۔ انہیں مسلمانوں کے دین وایمان اور اصول اقدار کے تحفظ کی فکر کیوں ہوتی؟ انہیں نظام حکومت چلانے کے لئے بیوروکریسی چاہئے تھی یہ ذمہ داری ان تعلیمی اداروں نے بخوبی سرانجام دیا۔